رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی ایڈیٹر

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان - ۱۰ - جون سنہ ۱۹۰۱ عیسوی | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲۰ جلد ۵

تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں یہ طرز اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ نظری امور کے اثبات کے لئے امور بدیہی کو بطور شواہد پیش کرتا ہے اور یہ پیش کرنا قسموں کے رنگ میں ہے اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہیئے کہ اللہ جلشانہ کی قسموں کو انسانی قسموں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے اسکو ایک ایسے گواہ رویت کا قائمقام ٹھہرا دے کہ جو اپنے ذاتی علم سے اسکے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے۔ کیونکہ اگر سوچکر دیکھا جاوے تو قسم کا اصل مفہوم جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا تھا شہادت ہی ہوتا ہے جب انسان معمولی شاہدوں کو پیش کرنے سے عاجز آجاتا ہے۔ تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اس سے وہ فائدہ اُٹھاوے جو ایک شاہد رویت کی شہادت سے اٹھانا چاہتا ہے لیکن ایسا تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی حاضر ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر قادر ہے صریح کلمہ کفر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں میں انسان کو یہی ہدایت فرمائی ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کھاوے۔

اب اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا قسم کھانا کوئی اور رنگ اور شان رکھتا ہے اور غرض اس سے یہی ہے کہ تا صحیفہ قدرت کے بدیہات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل و انکشاف کے لئے بطور شاہد پیش کرے اور چونکہ اس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانیوالا جب مثلاً خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اُسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس واقعہ پر گواہ ہے اسی طرح اور ٹھیک اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے بعض ظاہر در ظاہر افعال نہاں در نہاں اسرار اور افعال پر بطور گواہ ہیں۔ اسلئے اس نے قسم کے رنگ میں اپنے افعال بدیہیہ کو اپنے افعال نظریہ کے ثبوت میں جابجا قرآن شریف میں پیش کیا اور یہ کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی قسم کھائی کیونکہ اللہ تعالیٰ در حقیقت اپنے افعال کی قسم کھاتا ہے نہ کسی غیر کی اور اس کے افعال اس کے غیر نہیں ہیں مثلاً اس کا آسمان یا ستارہ کی قسم کھانا اس قصد سے نہیں ہے کہ وہ کسی غیر کی قسم ہے بلکہ اس منشاء سے ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھوں کی صنعت اور حکمت آسمان اور ستاروں میں موجود ہے اس کی شہادت بعض اپنے افعال مخفیہ کے سمجھانے کے لئے پیش کرے۔

بقیہ تقریر

حضرت مولٰنا عبدالکریم صاحب

سلسلہ کے لیئے دیکھو نمبر ۲ جلد ۵

ان باتوں سے پتہ ملتا ہے کہ فطرت انسانی میں ہٹ تو ہو اگر دلچسپی نہو۔ میں ان مشاہدات اور واقعات پر مدتوں غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ایمان جس کا ذکل خدا کی صفات ہے جسکو اس کا ہی لطف اور ذوق ہے۔ وہ سارے دکھونکو جھیل سکتا اور ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کرسکتا ہے۔ صحابہ کرام کی تاریخیں پڑھکر جہالت کے زمانہ میں خیال آتا تھا کہ یہ وہمی باتیں ہیں مگر زمانہ نے اس راز سربستہ کو کھول دیا ہے کہ یہ واقعی بات ہے ایک قوم نے کرکے دکھا دیا ہے۔ خدا تعالی نے واقعی طور پر دکھا دیا کہ صحابہ کرام واقعی اس امانت کو اٹھانے والے تھے پھر زمانہ کی رفتار نے اسکو کم کردیا۔ اب مسلمانوں کی موجودہ حالت کی طرف غور کرو اور دیکھو کہ انکا کیا حال ہے۔ مجھکو مسلمانوں کی موجودہ حالت پر نوحہ سرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ ملک بھر میں شور مچا ہوا ہے اور واقعی شور ہے کہ مسلمان ہر حیثیت اور ہر پہلو سے تنزل کی حالت میں ہیں اور اس تنزل کے وجوہات بھی ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھہ اور خیال کے موافق بیان کئے ہیں مگر میرے نزدیک مسلمانوں کے تنزل کی وہی وجہ ہے جو خود قرآن کریم کی پر غور مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے وہ کیا؟ مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ ان میں وہ خشیۃ اللہ نہ رہی جو علماء ربانی کی شان ہے۔ معاملہ کی درستی ان میں نہیں جنوب اور شمال کی طرف جاؤ۔ مغرب اور مشرق میں نکل جاؤ۔ جہاں جاؤ گے ان مسلمانوں کی پست حالت ہی کا نقشہ نظر آئیگا مگر اب وہ کون ہے؟ جس نے قرآن کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہاں بالکل اسی رنگ ڈھنگ میں خدائے قادر۔ مرید حضرت کا پتہ دیا ہو؟ وہ وہی شخص ہے جس نے دعوی کیا کہ اس زمانہ کا **امام میں ہوں** اسی نے کہا کہ میں قوت ایمان کو ترقی دینے کے لیئے آیا ہوں اپنے **الہام اور پیشگوئیوں کے ذریعہ** سے جن میں ایک مقتدرانہ قوت اور رعب ہوتا ہے۔ اس نے دوبارہ مردہ ایمان کو زندہ کیا۔ بیکسی۔ بے زوری کے وقت میں ناتوانی کے عالم میں جبکہ تمام منصوبے اس کے خلاف ہورہے ہوں خدا کا کلام نازل ہوتا ہے جس وقت بظاہر کوئی امید اس کے پورا ہونے کی ایک مادی عقل کے فرزند کے نزدیک نہیں ہوتی لیکن وہ نہایت صفائی اور درستی کے ساتھہ پورا ہوتا ہے کیا کوئی پیشگوئی ہے جو امام کے منہ سے نکلی ہو اور پوری نہ ہوئی ہو؟ ایک بھی نہیں ایک بھی نہیں!! ہاں وہی انکار کرے گا جو قرآن کریم سے منکر ہے اور سنت اللہ سے ناواقف ہے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ کم از کم ان لوگوں کے لیئے جو مان چکے ہیں یہ ہے کہ ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ شرح صدر کے ساتھہ اس بات کے ماننے کے قابل ہوجاتے ہیں کہ خدا بولتا ہے اپنی مرضی بتلاتا ہے اور وہ متصرف۔ قادر خدا ہے جو ایک انگلی کے اشارہ سے جو چاہے کرسکتا ہے اب یہ ساری باتیں اس امام کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہیں یا نہیں؟ یقیناً ہوئی ہیں۔

میرے دوستو! مہدی ہونے کے لیئے اور کیا لوازم تھے بڑی بھاری خوبی عارف کی یہی ہے کہ خدا کو پہچانے اس عارف باللہ امام نے گویا خدا کو پکڑ کر دکھا دیا ہے۔ اب بتلاؤ اور کیا چاہیئے تھا میں اپنے اس مضمون میں دکھانا چاہتا ہوں کہ جیسے طبعی طور پر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی ہے اسی طرح سے ولایت طبعی طور پر اس امام پر ختم ہوچکی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن رنگوں اور جن طریقوں سے خدا دکھایا تھا اسی طرح حضرت امام نے اسی رنگ میں خدا کی مقتدر ہستی کا پتہ دیا ہے۔ اب اس کے خلاف کیا رنگ ہوگا۔ یہ بڑی بھاری تجدید ہے جو مہدی ہونیکی حیثیت سے آپنے کی ہے۔ جب خدا تعالی پر یقین پیدا ہو تو یوم الآخرۃ پر بھی ایمان ہوسکتا ہے کہ ایک ہی بات ہے جو کل راستباز بتلاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

خدا ہے اور یوم الآخرۃ ہے

یہ بیحیائی اور گستاخی کرگناہونکو ایسی جرأت اور دلیری سے کیا جاتا ہے جیساکہ ایک بچہ دودھ پی جاتا ہے خدا تعالی کی ہستی پر یقین ہونے کے بعد نہیں ہوسکتی۔ ہم اپنی روحوں میں اس بات کا کرشمہ دیکھتے ہیں میں خود اپنی جان میں محسوس کرتا ہوں کہ امام کی صحبت میں رہ کر اور ان فوق العادت نشانات کو دیکھکر ایک ایسا لذیذ ایمان پیدا ہوا ہے اور میری روح میں ایسی خشیت اور خوف ہے کہ عمداً بدی کی طرف طبیعت نہیں جاتی وہ فطرت جسے گناہ سوز فطرت کہتے ہیں پیدا ہوچلی ہے اور یہ کس طرح؟ صرف اسی ایک بات سے کہ میخ فولاد کی طرح طبیعت میں یہ بات بیٹھہ گئی ہے اور وہمی اور ظنی طور پر نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی طور پر کہ خدا تعالی ہے اور وہ تازہ پرسش کرنے والی مقتدر ہستی ہے۔ اور یہ خدا جو ہم نے مانا ہے آج دنیا پر

حضرت میرزا صاحب کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوا۔ جس نے خود پکار کر کہا کہ

آں خدائے کہ ازو اہل جہاں بیخبر اند
برمن او جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

غرض پہلی اور ضروری اور بہت ضروری بات یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لذیذ ایمان پیدا ہو جو اس امام کے ذریعہ سے ہوا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قوم میں وحدت کی روح پھونکنے کے واسطے اور سب کو ایک ہی مرکز پر لانے کے واسطے ضروری امر تھا کہ دعوت کی جاتی مگر نری دعوت سے کام نہیں چل سکتا جب تک کہ لوگوں کو منجانب اللہ ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ اور بدون اس کے دعوت دعوت کامل نہیں ہوتی اور وہ تفرقہ جس کا مٹانا ضروری ہے مٹ نہیں سکتا۔ اس زمانہ میں کسی ایک راہ کی صحت و صداقت کا یقین کامل ہونا بہت مشکل امر ہو گیا ہے کیونکہ سیکڑوں گدیاں ہیں اور ہر ایک گدی نشین اپنے مقرب اللہ ہونے کا مدعی ہے اور اس کے مرید اس کی مدح و ثنا میں یہانتک مبالغہ کرتے ہیں کہ خدا سے جا پہونچاتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب راستی پر ہوں کیونکہ اگر سب خدا کی طرف سے خدا نما گدیاں ہوتیں یا ہوں تو پھر اسلام کی یہی تصویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تصویر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تصویر کیوں انکی اقوال و اعمال سے نظر نہیں آتی یہ صوم و صلوٰۃ کے تارک شعائر اسلامی کی بیحرمتی کرنیوالے گروہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟ اس قوم کی کسی جماعت کی طرف دیکھو حبشی غلاموں کی طرح اخلاق بگڑے ہوئے ہیں پھر کیونکر مان لیں کہ یہ خدا سے ہیں اور خدا میں ہو کر بولتے ہیں۔ اسلام کی کشتی اسوقت سخت دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔ بیرونی اقوام۔ آریہ عیسائی۔ برہمو۔ فلاسفر۔ وغیرہ کے آئے دن کے حملے نازک حالت تک پہونچا رہے ہیں اب اگر یہ لوگ خدا کے ہیں اور خدا کے دین قویم کے محافظ ہیں تو ان کی دعاؤں کا اثر تو بعد میں دیکھا جاوے انکی غیرت اور حمیت اسلامی ہی کی دیکھو کہ کہاں گئی یہ لوگ تو جنین کی طرح اپنے حجروں اور ڈیروں میں پڑے ہوئے ہیں اسلام۔ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام، قرآن کریم پر دل کو پاش پاش کرنیوالے اور غیور مسلمان کا دل ہلا دینے والے حملے ہو رہے ہیں مگر یہ پروا تک بھی نہیں کرتے۔ پھر کیونکر مانا جاوے کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں۔

بہر حال یہ ایک مشکل امر ہے کہ تمیز کی جاوے کہ ایک مدعی راستی پر ہے اور دوسرے جو اس کے مقابل میں ہیں وہ حق پر نہیں یہ راز بھی اسی مہدی نے کھولا اور بتلا دیا کہ خدا کی طرف سے وہی ہو سکتا ہے اور خدا سے شدید واسطہ اسی کا ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کے کلام سے پورا تعلق ہو۔ اس لیئے کہ **لا یمسہ الا المطہرون** خدا تعالیٰ کی کتاب کہتی ہے آسمانی الاصل لوگوں کے سوا کوئی دوسرا معارف قرآنی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایک راستباز اور صدیق کا نشان ہے کہ اس کو علوم قرآنی عطا ہوں۔ کیونکہ یہ تمام صداقتوں کا مجموعہ اور مجسم صداقت ہے۔ چونکہ قلعہ قرآن کے دروازوں کے کھولنے کے لیئے تطہیر ہی ایک کلید ہے اور مزکی القلب انسان اسکو کھول سکتا ہے پس یہ ایک آسان اور سیدھی راہ ہے اس سے آسمانی اور زمینی سلسلوں کا فیصلہ کر لو۔ یہ ایک معیار ہے کہ کبھی خطا ہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس معیار کو آگے رکھکر ہندوستان و پنجاب کے تمام صوفیوں گدی نشینوں سجادہ نشینوں پیرزادوں اور مولویوں کو دعوت کی گئی کہ آؤ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تمہارے تعلقات ہیں اور تم اسی میں ہو کر بولتے ہو تو قرآن کریم کے معارف و اسرار کے اظہار کے لیئے قلم اٹھاؤ۔ مگر ایک بھی نہ ہوا جو مقابلہ میں آتا اور دنیا کو دکھاتا کہ بیشک وہ مزکی القلب اور مطہر انسان ہے۔ میرے دوستو بار بار سوچو ایسا نہ ہو کہ سرسری طور پر گذرنے والے ثابت ہو۔ یہ وہ حربہ ہے جس نے تمام صوفیوں اور مدعیوں کو نیچا دکھایا۔ واللہ باللہ ثم باللہ تمام باطلوں کو یہ حق نگل گیا ہے اور آج ایک بھی نہیں جو سامنے آسکتا ہو میں پھر کہتا ہوں کہ ہاں ایک بھی نہیں جو اس میدان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جرنل کے سامنے ایک منٹ بھی کھڑا ہو سکے۔

یہ ایک دھوکا اور وہم ہے کہ فلاں شخص بے جوڑ فقرے اور ٹکڑے یا چند خوابیں سناتا ہے اور انکو الہامی بتاتا ہے۔ میرے عزیزو! یاد رکھو نرے فقرے سنا لینے سے کوئی شخص وہ عزت اور بزرگی نہیں پا سکتا جو ایک **مامور من اللہ صادق** کو دی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ایک قحبہ اور سیاہ کار عورت کو بھی کوئی نہ کوئی سچی خواب آسکتی ہے اور آ جاتی ہے یا ایک جاہل محض اور بیدین کی زبان پر بھی چند فقرے جاری ہو سکتے ہیں تو نفس فقروں سے یا سچی خواب سے وہ عظمت کا مستحق نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ چیز جو کسی صادق کو منجانب اللہ اور معزز انسان بناتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات ہیں جو اسکو دیئے جاتے ہیں

مگر یہ اسکو حاصل نہیں تو سمجھو کہ وہ
کوئی **خدا نما** اور قائم خدا کا موید خلیفہ نہیں
جس چیز کی دنیا کو حقیقتاً ضرورت ہے
وہ یہ ہے کہ انسان کو خدا سے ملا دیا
جاوے اور اسکو اس کی کھوئی
جگہ پر پہونچایا جاوے اس لئے وہ چیز جو
انسان کے لئے اس راہ میں پورے
معنوں میں مفید ثابت ہوئی ہے وہ
صرف قرآن کریم ہے اور
اس کے حقائق اور معارف کو بیان
کرنے والا مطہر اور مزکی القلب انسان
جو خدا کے قاہرانہ نشانات اپنے
ساتھ رکھتا ہے وہی ہے جسے
خدا نما انسان کہتے ہیں۔ اب
غور کرو کہ یہ بات کیا ہے؟ کہ انڈیا
بھر کے آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے
اور تمام اسلامی دنیا کے رہنے والے
کئی کروڑ نفوس میں سے ایک مدعی
بھی اس قسم کا پیدا نہیں ہوا جو قرآن
کریم کے عظمت و جلال کو دنیا پر ظاہر
کرنے کا مدعی ہو اور نہ صرف مدعی
بلکہ اس نے اپنے طرز عمل سے قرآن
کریم کی **واجب العمل تعلیم** کو
اور پھر اپنے نشانات سے اس
پاک تعلیم کے ثمرات کو اور اپنے پاس
بیٹھنے والوں کی پاک تبدیلی سے
اپنے اثر کو دکھایا ہو۔ ؟؟؟ یہ
بات صرف صرف آج دنیا میں کسکو
حاصل ہے؟ اسی کو جو **احمد کا
غلام** ہو کر آیا ہے!!!

مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت
اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف
فرما تھے ایک روز میر حکیم حسام الدین
صاحب کے مکان کی سیڑھیوں پر
چڑھ رہے تھے میں بھی پیچھے تھا
آپ ٹھہر گئے اور پیچھے مڑ کر مجھے
کہا کہ **مولوی صاحب! میرے
ساتھ چلو میں خدا دکھا دونگا**
یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا
اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے
اور میرے دل پر اسکا گہرا اثر باقی ہے

.... میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں
کھڑا ہوا شہادت دیتا ہوں کہ بیشک
میں نے **میرزا غلام احمد** کے
ذریعہ خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام
(اُسپر ہو) **خدا کو دیکھا**! یقیناً خدا
کو دیکھا!!۔

اندرونی طور پر جس بڑی بھاری اصلاح
کی ضرورت تھی وہ مہدی ہونے کی حیثیت
سے اس امام نے کی۔ جو لوگ کہتے
تھے ہائے کیا کریں اختلافات باہمی نے
ناک میں دم کر رکھا ہے کوئی صوفی
اپنی طرف کھینچتا ہے دوسرا سجادہ
نشین اپنی طرف مائل کرتا ہے ایک
مولوی ہے جو تقلید پر مرتا ہے دوسرا
ہے جو مقلدین پر لعنت کرتا ہے
حق مخفی ہو گیا ہے کدھر جائیں کیا کریں
کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ وہ آج
دیکھیں کہ اختلافات کو اس نے کیسا
بھسم کر دیا ہے۔ اختلافات کا نام و
نشان تک مٹ گیا۔ اس کے ہاتھ
میں ایک نور اور امتیاز کر دینے
والی روشنی ہے۔ جس حق و حکمت
کو لے کر حضرت مرزا صاحب میدان میں
نکلے ہیں دوسرا سامنے آ نہیں سکتا
گویا ان سب نے عملی طور پر مان لیا ہے
کہ حق اسی تلوار اور لمبے سایہ کے نیچے
آگیا ہے اور جب بات یہ ہے تو پھر
طبعی اور فطرتی طور پر مرزا صاحب کو
خاتم ولایت ماننا پڑے گا۔

متعصب علما کے مقابلہ میں زہاد اور
گوشہ نشین صوفیوں کے مقابلہ میں بڑے
بڑے مدعیان کرامت گدی نشینوں
کے مقابلہ میں یہ حربہ ایسا کارگر ثابت
ہوا ہے کہ آسمان کے ستاروں اور
ریت کے ذروں سے بھی زیادہ
معانی ہو سکتے ہیں۔ اب میں کہہ سکتا
ہوں کہ **الحمد للہ** جیسا میں نے دعویٰ
کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کو حقیقی استحقاق
پہونچتا ہے کہ ختم ولایت کا دعویٰ
کرے اسکو میں نے ثابت کر دیا ہے
لیکن میں اسی پر بس نہیں کرتا کسی قدر اور
بسط سے اسپر بحث کرتا ہوں۔

اندرونی اختلافات کی جڑیں اسنے
بتلائی ہیں اور پھر ان کے دور کرنے
کی راہیں دکھائی ہیں۔ اولاً یہ کہ خدا
پر ایمان کیونکر ہو اس کے لئے اپنی بیشمار
نشانات پیش کئے اور ایسی نشانات
کہ جنکی گواہ ایک بڑی مخلوق ہے کہ
کیونکر قبل از وقت واقعات کی خبر
دی گئی اور وہ پوری ہوئے۔ اس معاملہ
میں میں کسی اور کی شہادت دینے
کی ضرورت نہیں سمجھتا خود میں ایک
گواہ موجود ہوں۔ میں نے صدہا خطوط
ایسی پیشگوئیوں کے جو قبل از وقت
بتلائی گئیں اپنے دوستوں کو لکھے
ہیں کیونکہ خطوط کی روانگی اور ڈاک کا
جواب دینے کی خدمت میرے سپرد رہی ہے
اور پھر وہ عین وقت پر منشاء الٰہی
کے موافق پوری ہوئی ہیں **دوم
تفرقہ باہمی** اس کے دور کرنے
کا معیار میں نے ابھی بتلایا ہے کہ قرآن
کریم کے حقائق اور معارف کے
بیان کرنے کی تحدی کی جس سے ہر قسم
کے لوگ عاجز آ گئے اور مستعد طبیعت
لوگوں نے اس کے حلقہ پیوند لگا
کر ایک وحدت کا سبق سیکھا۔

پھر **تیسری** ایک اور عظیم الشان
بات ہے جو گو اختلاف باہمی کی مد میں
آ سکتی ہے مگر حقیقت میں وہ جدا
امر ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں
ایک عالم کی ایک رائے ہے دوسرے
کی اور۔ ایک حدیث پیش کرتا ہے
دوسرا اسکو ضعیف قرار دیتا ہے
شیعہ اپنی طرز کی حدیث پیش کرتا ہے
اور سنی اپنے رنگ کی۔ اس طرح پر
یہ ایک عظیم الشان اختلاف تھا نہ
دلائل سے کام چل سکتا تھا اور نہ
کسی اور طرح فیصلہ ہوتا تھا۔ اس
میں اس مجدد نے جو تجدید کی وہ
اسی رنگ کی تجدید ہے جیسے محمد
و احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

ایڈیٹوریل نوٹس

نرالی بدعت قرآن کریم اردو میں -

مسلمانکی بدقسمتی کہ قرآن کریم

کا پڑھنا پڑھانا ابھی ان کا کم ہو چکا تھا اسپر عمل کرنا تو ایک بڑی بات ہے اور اسلام کے کمزور کرنے کے لئے بیرونی آفتوں اور دجالی فتنوں کے علاوہ خود مسلمانوں کی ضعیف الایمانی بداعتقادی اور دور از قیاس قصص کا قرآنی اعجاز میں دخل پاتا بے سروپا تفسیروں کا رواج - مردہ اور صلیب کے پجاریوں کو مدد دینے کے لئے مسیح کی نسبت خلاف قرآن عقائد کا تجویز کرنا ہی کم نہ تھا جو جہلم کے ایک وکیل صاحب کو قرآن کریم کے **اردو زبان میں کرنے کی بدعت کا** خیال آیا - ہم کو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ **چودھویں صدی** راولپنڈی نے اس تجویز کو شائع کرتے ہوئے دوسرے اسلامی اخباروں کو بخیال خویش (اور ہمارے خیال میں سخت قابل نفرت) اہم اور مفید تحریک کے لئے قدم قوم کو متوجہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے + اور اس طرح پر اس تجویز کی اہمیت اور خوبی کا اعتراف کیا ہے + ہم چودھویں صدی اور قرآن کریم کو محض اردو میں کرنے والے مجوز وکیل صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ بعض مسلمانوں کو ایسی سفیہ تجویز دوسرے درجہ اسلام کی بیخکنی کرنے والی ہیں [illegible] ہی رکھیں - کیا انھیں نہیں معلوم کہ ترجمہ صرف مترجم کے ذاتی خیالات ہوتے ہیں اصل زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں جن کتابوں نے [illegible] رواج پایا اسکا حشر کیا ہوا + بجز تراجم کے عیسائیوں کے پاس کچھ بھی نہیں رہا اور اصل زبان کا پتہ تک نہیں ملتا + اسی بدعت کا خبط کوئی تیرہ سال پیشتر محمد حسین شیخ ماسٹر علاقہ ریاسا کو بھی پیدا ہوا تھا چونکہ خود خدا تعالی قرآن کریم کا حافظ و ناصر ہے اسلئے پھر اس شخص کے رسائل کا نام تک نہ سنا گیا۔

مشہور معاند اسلام پادری عماد الدین امرتسری نے عملی طور پر اس حیلہ سے اسلام پر خطرناک حملہ کیا ہے اسنے اردو زبان میں اپنا ایک ترجمہ قرآن کریم کا شائع کیا ہے جس کے لفظ لفظ سے شرارت اور خباثت کی بو آتی ہے - الغرض قرآن کریم کے اصل متن کو چھوڑ کر نرے تراجم شائع کرنا اور اسکو قوم کی بہبودی کا ذریعہ قرار دینا نادان دوستوں کا کام ہے جو مسلمان رہ کر اور مسلمان کہلا کر اس قسم کی جرأت کرتے ہیں قرآن کریم کی زبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان خدا تعالی کے پاک الفاظ اور پاک کلام کو چھوڑ کر انسانی خیالات کو ترجیح دینا یہ کیا دانشمندی ہے۔

چودھویں صدی کے ایڈیٹر کو مناسب ہے کہ وہ بہت جلد اس بیہودہ خیال اور خطرناک بدعت کے روکنے کی تجویز کرے - ورنہ اس قسم کے مضامین کی اشاعت سے مسلمانوں کے معتقدات کو صدمہ پہونچانے والی ہے اور ایک رنگ میں یہ قرآن کریم کی بیحرمتی ہے - سردست ہم اس مختصر سے نوٹ پر اکتفا کرتے ہیں کسی دوسری اشاعت میں ہم انشاء اللہ تعالی اس تجویز کے بودا پن اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس کے مضر ہونے کے پہلوؤں پر بشرط ضرورت بحث کریں گے -

خواب حیرت اور اسلام پر اسکا اثر -

ایڈیٹر کرزن گزٹ کو کوئی سودا دو مہینے سے

ایک خواب آ رہا ہے جو کرزن گزٹ کے ایڈیٹوریل کالمز میں شائع ہوا کرتا ہے - خواب کیا ہے اچھی خاصی **الف لیلہ** ہے اور وہ بھی دنیا زاد ہمکو اس سے بحث نہیں کہ انکو ایسا خواب آیا یا آ رہا ہے یا ان کی آن میں ابتدائے آفرینش سے لیکر اب تک کے کل واقعات انکو دکھلائے گئے + بلکہ ہمکو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس خواب کا اثر اسلام پر کیا پڑے گا۔ ہم اس کے بہت بڑے حصہ کو سردست چھوڑ کر خواب نمبر ۹ پر مختصر سا ریمارک کرنا چاہتے ہیں خواب کے اس حصہ میں حیرت صاحب نے حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت کی کہانی حضرت مسیح کی زبانی (معاذ اللہ) بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ خود مسیح کے بیان سے یہ ثابت ہوا ہے کہ **وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے** - ہم بڑے زور کے ساتھ اس بیہودہ خیال کی تردید کرتے ہیں قرآن کریم کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے - ہمارا ایمان **ہے کہ مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے** اور ان کی یہ پیدائش بنی اسرائیل میں آئندہ کے لئے سلسلہ نبوت کے انقطاع پر ایک عظیم الشان دلیل تھی - اور قرآن کریم کے کسی مقام سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے - مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کے نزدیک مسلم ہے اور یہ امر قانون قدرت کے ہرگز منافی نہیں ہے ان کے لئے باپ تجویز کرنا اس آیت اور نشان الہی کی بیحرمتی کرنا ہے جو انکی پیدائش میں رکھا گیا تھا - اور یہ نشان نہ صرف اس لئے تھا کہ وہ بنی اسمٰعیل میں خاندان نبوت کو منتقل کرنے والا ٹھیرا بلکہ اس نشان کی تہ میں وہ ستر بھی تھا جو مثیل موسی علیہ الصلوۃ

والسلام کے چودھویں خلیفہ مسیح موعود کے متعلق تھا۔ تا کہ الائمة من القریش کے الفاظ پر مرمٹنے والوں کو پتہ لگ جائے کہ اسی مماثلت کے لحاظ سے ضرور تھا کہ آنے والا مسیح موعود قریش میں سے نہ ہوگا اسی طرح جیسے **مسیح بن مریم** کے بن باپ پیدا ہونے میں اس امر کی طرف صریح اشارہ تھا کہ آیندہ کے لئے بنی اسرائیل کے گھرانے سے نبوت کا خاتمہ ہوا۔

یہ کوئی مشکل امر نہیں اس راز کو ہمارے **سید و مولیٰ امام** نے اپنی جدید تصانیف میں نہایت بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ بہرحال ہمارا منشا اس نوٹ میں اس امر کے اظہار کا ہے کہ حیرت صاحب کے خواب کا یہ حصہ ہرگز ہرگز اسلام کے منشا اور قرآن کریم کے مدعا کے موافق نہیں ہے اور یہ کبھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح کا کوئی باپ بھی تھا۔ پس ایسے امور کی اشاعت سے حیرت صاحب اسلام کو صدمہ پہونچانے کی کوشش نہ کریں جو قرآن کریم سے ثابت نہیں ہے۔ امید ہے کہ وہ اپنی اس خواب کی اصلاح کرنے کی فکر کریں گے اور کسی قسم کے تذبذب اور حیرت میں نہ پڑیں گے۔ ہم ان کی صرف ان باتوں کی طرف بشرط ضرورت توجہ کریں گے جو معقول تہذیب اور متانت سے وہ پیش کرینگے ورنہ ہم پہلے سے کہے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس بے سود طویل تحریروں کے جواب دینے کی گنجائش نہیں ہے۔

نیر اعظم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

مراد آباد کے اخبار نیر اعظم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ذیل کا نوٹ شائع کیا گیا ہے۔

ہم عرصہ دراز سے مرزا صاحب کی تصانیف اور ان کے عجیب دعووں کی نسبت خیال کر رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ اس صدی ہجری میں یہ نیا فرقہ اسلامی اصلیت کو کسی زبردست مصیبت میں پھنسانا چاہتا ہے مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے وہ اپنے آپ کو مثیل مسیح علیہ السلام کہتے ہیں اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں افسوس ہے کہ اس دین اختراعی میں مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر شامل ہوتا چلا جاتا ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر یہی حالت رہی تو ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہب کو سید احمد خاں کے آزادانہ خیالات سے اسقدر صدمہ نہیں پہونچا تھا جتنا اندیشہ مرزا صاحب قادیانی اور انکے مریدوں سے ہونا چاہیئے۔ ہم علماء ہند سے خاص کر اس بابت امید کرتے ہیں کہ برائے خدا و رسول جہاں تک جلد ممکن ہو اس فتنۂ جدید کی جو مرزا صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوتا چلا ہے خبر لیں ورنہ پھر حالت لاعلاج ہو جائے گی اور ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہب جو دشمنوں کے نزدیک ہمیشہ روحانیت کی کنجی رہا مرزا صاحب کی تعلیمات سے بالکل مٹی کے ایک ٹوٹے پیالہ کی طرح ہو جائے گا

ختم کلامہ

یہ تو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کو ہرگز نہیں پڑھا ورنہ ان کو یہ کہتے ہوئے شرم آجاتی کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت اقدس نے صاف کہدیا ہے بلکہ موٹے حرفوں میں لکھدیا ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادعائے نبوت کی یہ دلیل دی ہے کہ انھوں نے مثیل مسیح اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ آجتک کسی مسلمان کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ وہ مہدی موعود کو نبی مانتا ہو یا مسیح موعود کی نسبت یہ نہ مانتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب جس مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں کیا وہ نبی ہوں گے؟ اگر نبی ہونگے تو **لا نبی بعدی** کے کیا معنے ہوں گے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **خاتم النبیین** ہونے کے کیا معنی ہوں گے؟ یہی تو بات ہے جسکو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں ہو سکتا اس مضمون پر حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں بہت بڑا زور دیا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے ان عبارتوں کو پڑھا نہیں۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر اس سلسلہ عالیہ میں شامل ہو گیا ہے اور روز بروز شامل ہوتا جاتا ہے اور پنجاب ہی پر خصوصیت نہیں ہندوستان میں بھی کوئی ضلع اور شہر اس سلسلہ سے

خالی نہیں اور ماسوا اس کے اکناف
واطراف عالم میں اس سلسلہ پاک
کی دھوم ہے اور ہر ایک بلاد اور
امصار و دیار سے لوگ فوج در
فوج متوجہ ہو رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ
کا کام ہے کسی کے روکے رک
نہیں سکتا۔

جن علما کو آپ اس نور اللہ کے
بجھانے کے لئے اُبھارتے ہیں وہ
حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں نور کے آگے
ظلمت ٹھیر سکتی ہے اگر نہیں الٰہی
روشنی ہوئی تو دنیا میں اندھیر کیوں
پڑتا اس جری اللہ کے مقابلہ میں
انھوں نے پہلے ہی ہتھیار ڈالدئے
اور یہ کہنا کہ مسلمانوں کی مذہب
کو صدمہ پہونچے گا صحیح نہیں ہے
ہاں یہ بیشک سچ ہے کہ موجودہ مسلمانوں
نے جو قرآن کریم کے خلاف رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے منشا کے
خلاف عیسائیوں کیسے عقائد بنا
رکھے ہیں کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ
العنصری آسمان پر اُٹھایا گیا اور
افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم وفات
پاگئے اور زمین کے نیچے دفن ہوگئے
اور یہ کہ مسیح کی زندگی پر زمانہ نے
کوئی اثر نہیں کیا۔ باوجودیکہ وہ انسان
کھانے پینے اور ہگنے موتنے کا
محتاج مگر اب حیی و قیوم کی طرح
تمام لوازمات اور حوائج انسانی سے
بے نیاز ہے اور وہ عالم الغیب
اور محیی اور ممیت اور خالق بھی
ہے یہ تمام فاسد عقائد بیشک
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
طفیل سے دور کئے جائیں گے اگر
روایات اور نوحۂ طوفان کے دور
کرنے سے نقصان پہونچتا ہے تو
پہونچا کرو۔ اب وہ وقت آتا ہے
کہ ابراہیم حنیف اور محمد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسلام
دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے
کا جو قرآن کریم دین قویم کے نام سے
لیکر آیا تھا۔ یہ فرضی ڈھکوسلے اور
بناوٹی کہانیاں تقویم پارینہ دیوار
کا قد بنا کر دکھائے جائیں گے
زندہ نشانات اور روحانی برکات
کے ساتھ اسلام کا غلبہ کر کے دکھایا
جاتا ہے۔ اور خود اس سلسلہ عالیہ
کی آسمانی تائیدات ہیں جو ایک عالم
کو اپنی طرف کھینچے رہتی ہیں۔

اب علماء ہند کو مقابلہ کے لئے
پکارنا ایڈیٹر صاحب کی غفلت کی
اور بھی دلیل ہے کیا انھیں معلوم
نہیں کہ ہند و پنجاب کے علما نے
اپنی متفق اور متحد کوششوں سے
مقابلہ کر کے دیکھ لیا کہ ان کے
ہاتھوں میں سکت اور ان کے
دلوں میں وہ قوت نہیں ہے جو اس
سلطان القلم کے مقابلہ میں ٹھیر سکے
اگر کسی میں کوئی قوت اور طاقت
تھی تو انھوں نے کیوں حضرت
اقدس کی دعوت کے مقابلہ میں سکوت
کیا جب کہ ان کو بلایا گیا کہ تم قرآن
کریم کے حقائق اور معارف کے
بیان کرنے میں میرا مقابلہ کرلو۔
قرآن کریم کی فصیح و بلیغ عربی میں
تفسیر لکھکر مقابلہ کرلو قبولیت
دعا کا دعویٰ ہے تو اسی میں مقابلہ
کرلو۔ خدا تعالیٰ سے تعلق اور
قرب کا دعویٰ ہے تو پیشگوئیوں
میں مقابلہ کرلو۔ ایکبھی مرد میدان نہ
ہوا اور نہ ہوگا کیوں؟ اسکے
ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید ہے
یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور
ان میں یہ بات نہیں ہے۔ ہم نیر
اعظم کے ایڈیٹر کو یقین دلانا
چاہتے ہیں کہ اگر وہ حضرت اقدس
کی تصنیفات کو انصاف کے ساتھ
پڑھے گا تو اسکو معلوم ہو جاوے گا
کہ اسلام کو جس روحانیت کی کلید
رکھنے کا فخر ہے وہ کلید اسوقت

مرزا غلام احمد قادیانی

کے پاس ہے اور اس کے مخالف
مسلمانوں کے ہاتھ میں مٹی کا ایک
ٹوٹا ہوا پیالہ ہے جس کی کچھ قدر و قیمت
نہیں ہے۔

ست بچن آریہ دھرم

یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے
سکھ قوم پر اسلام کی طرف سے
اتمام حجت کی ہے اس کتاب کی
قبولیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے
کہ پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ تھوڑے
ہی عرصہ میں فروخت ہوگیا اور زیادہ
تر سکھ قوم ہی نے اسکو خریدا ہے
بعد میں کثرت سے درخواستیں آتی رہیں
چونکہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے کتب خانہ میں جدید
درجدید اور نئی سے نئی کتابیں شائع
ہوتی ہیں اور یہ وہ کتابیں تجارتی
اصول پر شائع کی جاتی ہیں اس لئے
دوبارہ کسی کتاب کے طبع ہونیکی
نوبت نہیں آتی۔ اس لحاظ سے
ان درخواستوں کا کوئی لحاظ نہ کیا گیا
میں نے ارادہ کیا ہے کہ ست بچن آریہ دھرم
کی ڈیڑھ سو درخواستیں وی پی روانہ
کرنے کی وصول ہو جائیں تو اس
کتاب کو دوبارہ چھاپ دوں اسلئے
ہر ایک شخص جو ست بچن آریہ دھرم
کا مشتاق ہو اپنی درخواست میرے
پاس بھیجدے۔

(ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان)

خطبۂ الہامیہ

حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا اعجازی الہامی خطبہ عنقریب طبع ہوکر
شائع ہونے والا ہے اس کے دوسرے
حصہ میں حضرت اقدس نے سورہ
فاتحہ اور قرآن کریم کے اکثر مقامات
کی نہایت لطیف افصح ابلغ عربی

میں تفسیر کی ہے اور بڑے بڑے واضح اور روشن دلائل قرآنی کے ساتھ اپنے دعاوی کا ثبوت دیا ہے۔ کتاب حق کے طالبوں کے لئے خضر راہ ہوگی درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

طاعون کی دوائی

اخبار الحکم میں جو طاعون کا علاج حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اشتہار میں سے اقتباس کرکے دیا گیا تھا اس کے موافق ہمارے عزیز مخلص بھائی ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب مہتمم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جدوار کی گولیاں اور عرق طیار کیا ہے۔ اس لئے اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب چاہیں شیخ عبداللہ صاحب مہتمم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور سے طلب کریں قیمت فی ڈبیہ جس میں (۱۰۰) گولیاں ہوں گی علاوہ محصولڈاک ۱۲؍ اور جس میں دوسو گولیاں ہوں گی عہ اور جس میں چارسو گولیاں ہوں گی ۶؍۔ مفصل حالات شیخ صاحب موصوف سے بذریعہ خطوط معلوم ہو سکتے ہیں۔

مختلف واقعات

کپتان آر ایم ہوئیں صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کپتان ڈگلس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ۳ مہینے کی چھٹی پر جائیں گے۔

نواب صاحب والی بہاولپور کی شادی کتخدائی ۱۱ر جولائی ۱۹۰۱ء بروز پنجشنبہ شب جمعہ کو ہوگی۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ آئندہ کوئی مسلمان شہروں میں آوارہ پھرنے اور بھیک نہ مانگنے پائے ایسے تمام لوگ رجسٹر میں درج کئے جائیں جو کام کرنے کے بالکل قابل نہ ہوں انکو محتاج خانہ میں رکھا جائے۔ جو جوان ہوں مرد ہونے کی صورت میں انکو توپخانہ میں اور دیگر کارخانوں میں اور مسائل عورتوں کو ان کارخانوں میں جہاں عورتیں کام کرتی ہیں بھیجدیا جائے۔ اور لڑکوں کو ان کارخانوں کے متعلقہ مدارس میں کہ پڑھیں بھی اور کام بھی سیکھیں۔

ہندی مہم کی فوجوں کے واپس آنے پر چین میں تاہم ۱۲ ہزار فوج برائے انتظام کے باقی رہے گی۔

آسام میں بارہ روپے تنخواہ پانیوالوں کو بھاو مہنگا ئی غلہ کے ایک روپیہ اضافہ ملے گا۔

ترکی کے متعلق ۳۰ مئی کے ٹائمز میں ہے بالکل یکو اس ہتی کہ لقبا یای تنخواہ سے تنگ آکر ترکی فوج کے اکثر سپاہی بھاگے جا رہے ہیں اور فراری کے بعد ڈکیتی کا پیشہ اختیار کر رہے ہیں دراصل اس خبر یا ان کی وہاں وہم و گمان میں بھی کوئی اصلیت نہیں۔

مسٹر آر تھر سارنل صاحب ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے بھی ایک رقم چندہ حجاز ریلوے میں دی ہے

روس کا نامی گرامی اخبار نوو ریمیا ایک ہفتہ کے لئے اس جرم میں معطل کیا گیا کہ اس نے حال کے بلووں کی وجہ یہ بتائی تھی کہ مزدوروں کی حالت قابل رحم ہے انکی اجرت میں اضافہ ہو تو کبھی بلوہ نہ ہو۔

اخبار جامع العلوم مراد آباد کے سابق مالک امبا پرشاد کی کل جائیداد جرمانہ میں نیلام ہو گئی ہے۔

کانپور کے مسٹر ... نے غلط الزام تہمت وری کے لئے اخبارات کلکتہ سے ایک لاکھ روپیہ ہرجانہ چاہا ہے۔

قمر سیون راوی ہے کہ آنریبل مسٹر ... ینگ صاحب بہادر ابھی روز لفٹنٹ گورنری سے ریٹائر ہوں گے جس تاریخ سے کہ سرحدی صوبہ کا انتظام ہوگا +

بیعت

شیخ غلام عباس صاحب امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ
آتما م الدین صاحب معمار سیالکوٹ محلہ خربوزاں
سید حسین صاحب۔ بھوگام ضلع میں پوری ڈاکخانہ
شیخ محمد الدین صاحب۔ بڈھا گھرایا ضلع سیالکوٹ
منشی حسین بخش صاحب۔ دھونی
عبدالرحمن خان صاحب خانساماں۔ بارہ مولہ ڈاک بنگلہ علاقہ کشمیر
کریم بخش صاحب سوداگر لنگی۔ لودھیانہ
محمد عبدالوہاب صاحب حیدرآباد دکن
والدہ و ہمشیرہ و اہلیہ
پیر اکبر شاہ صاحب جن پور دوان پور متصل آروبی۔ کشمیر تحصیل ہری پور
میاں اللہ دتا صاحب۔ کروڑ ضلع ملتان
نور محمد صاحب۔ وزیر چک ضلع گوجرانوالہ
حال خانوازی کوئٹہ پشین پٹواری سرکٹ
بابو موتی رام صاحب سٹیشن ماسٹر خانی
شیخ فتح محمد صاحب۔ سید کھیڑی ریاست پٹیالہ علاقہ ساچورہ۔
عطاء اللہ صاحب۔ درگا نوالی۔
عنایت اللہ صاحب ،، عبداللہ صاحب
عبدالکریم صاحب ،، عبدالرحمن صاحب
عبدالحکیم صاحب ،، حاکم الدین صاحب
دختر حاکم الدین صاحب ،، دختر ثانی ،،
زوجہ ،، زوجہ ثانی ،،
زوجہ عطاء اللہ صاحب ،، دختر ،،
اسمعیل صاحب ،، زوجہ غلام حسین صاحب
محمد شفیع صاحب سب پوسماسٹر جگادھری ضلع انبالہ۔
عطا محمد صاحب سیالکوٹ۔
دلاور ملک صاحب۔ بھورہ ضلع مظفرآباد ڈاکخانہ رام پور تحصیل اوڑی۔
خدا بخش صاحب کیور تھلہ
کرم دین صاحب۔ چک سکندر ضلع گجرات
نیک عالم صاحب ،،
منشی فضل الٰہی صاحب جہلم۔
علی احمد صاحب نوشاہی۔ رنمل گجرات ڈاکخانہ ہنڈی کالو تحصیل پھالیہ
جمال الدین صاحب۔ ہیڈ کاتب مطبع پنجاب گزٹ سیالکوٹ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان با اہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی۔

ھوالشافی — کارخانہ مرہم عیسیٰ کی عجیب و غریب خاص مشہور ادویات — الکافی

ہر شخص کو اختیار ہے کہ ہم سے بابت محصول ڈاک وغیرہ بھیج کر دوائی بطور نمونہ منگا کر آزمائش کرے۔

عجیب و غریب مرہم المعروف بہ

مرہم عیسیٰ

خرید نے کے قابل اور آزمانے کے لائق یہ دوائیں ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کرنی چاہیئے ضرور ہی چاہیئے۔

عزیز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی مبارک پر تاثیر اور نادر مرہم ہے۔ اس مرہم کے تیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے۔ کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں دستیاب ہونا مشکل ہے۔ ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی خاص اجزا ملک شام اور انگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو تیار کرتے ہیں اس کو ہر زمانہ کے طبیبوں نے آزمایا اور اس کی اعجازی تاثیر کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی اس کے عجیب خواص کے قائل ہیں۔ خالص یقینی صحیح اور ... سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم تیار کرتے ہیں۔ درد۔ چوٹ۔ زخم۔ ... گنٹھیاں۔ خنازیر۔ سرطان۔ طاعون۔ اور ہر ایک قسم کے پھوڑے پھنسی ناسور۔ بواسیر۔ گنج خارش اور جلدی امراض کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ... گیا ہے۔

یہ مرہم ان چوٹوں کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کی دوائی ہے جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہیں۔ اور چوٹوں سے جو خون رواں ہوتا ہے وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے۔ اور زخم بگڑنے سے محفوظ رہتا ہے۔ اور مریض بشدت تکلیف اور سوزش سے آرام پاتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ بہت جلد صحت حاصل ہوتی ہے۔ بدبودار اور سڑے ہوئے زخم اور بگڑے ہوئے گھاؤ اور ان کے بے موقع بڑھے ہوئے انگور اور بدگوشت اور ریم کو صاف کرتا ہے اور زخم کے مواد کو نکال دیتا ہے۔ عمدہ انگور پیدا ہو کر گھاؤ بھر آتے اور زخم بالکل اچھے ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ نشان بھی مٹ جاتے ہیں۔ یہ مرہم **طاعون** کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔ بلکہ طاعون کی تمام قسموں کیلئے فائدہ مند ہے۔ جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں کہ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے۔ اور پھنسی یا پھوڑے کو تیار کر کے ایسے طور سے پھوڑ دیتی ہے کہ اسکی سمیت دل کیطرف رجوع نہیں کرتی ... بدن میں پھیلتی ہے یہ کمال لطافت کے سبب جلد کے اندر فی الفور نفوذ کر جاتا ہے کیسا ہی سخت صلب مادہ ... آماس کر نیسے تحلیل یا جذب ہو کر نکل جاتا ہے۔

سرمہ جواہر — اس کحل الجواہر کے قیمتی اجزا کی خداداد تاثیر اور قدرتی خواص نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سرمہ واقعی امراض چشم کے لئے بے نظیر ہے ضعف بصارت۔ دھند۔ تاریکی چشم۔ جالا۔ غبار۔ پھولا۔ ناخنہ۔ سبل۔ سرخی چشم۔ پانی جانا۔ خارش۔ رتوندہا۔ پڑوال۔ موتیا بند۔ رات کے وقت چراغ کے سامنے نظر کا منتشر ہونا۔ عینک کے سوا کام کرنے سے معذور ہونا۔ دور و نزدیک کے اشیا کا یکساں دکھائی نہ دینا وغیرہ امراض چشم کے باعث اگر نور چشم میں فتور ہو گیا ہو تو اس نور العین کے چند روزہ استعمال سے بلا مرض بفضل خدا دور اور چشم پر نور ہو جاتی ہے۔ تندرستی میں حافظ نور کا کام دیتا ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپیہ ہے۔

پاکٹ کیس — اس عجیب و غریب پاکٹ کیس میں مفصلہ ذیل بیماریوں کی نہایت مجرب اور سریع التاثیر اور بے خطا ادویات موجود ہیں بخار ہر قسم۔ کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ درد سر۔ امراض چشم۔ اسہال۔ سنگرہنی۔ پیچش۔ ہیضہ۔ کرم شکم۔ قولنج۔ قبض۔ پیشاب کا رکنا۔ سنگ مثانہ۔ درد گردہ۔ بندش حیض اور درد کمر۔ عدم قوت۔ قرحہ مثانہ۔ بانجھ۔ کان کا درد۔ داڑھ کا درد۔ دمہ۔ بدہضمی۔ مار گزیدہ۔ عقرب گزیدہ ہر قسم خنازیر۔ پھوڑے پھنسیاں۔ زخم۔ کالی کھانسی۔ طاعون۔ بھگندر۔ درد شقیقہ۔ گنٹھیا۔ درد معدہ۔ بے خوابی بچہ پیدا ہونیکی ... چوٹ۔ جل جانا۔ چڑھے بادگولہ۔ اورام ہر قسم۔ ضیق النفس۔ بواسیر۔ ذات الجنب۔ بچوں کی پسلی چلنا۔ مکھی شہد و زنبور گزیدہ۔ چیچک۔ مکروزی ام الصبیان۔ امراض خون۔ عمدہ جلاب وغیرہ دوائیں تخمیناً تین سو مرض کو صحت بخشتی ہیں قیمت چار روپیہ للعہ

ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیاں ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ... ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ ... روپیہ ہے خالص ممیرا فی ماشہ مبلغ ... مصری سرمہ فی تولہ چار آنہ۔ خرچ ڈاک ذمہ خریدار ترکیب استعمال سرمہ بغرض حفاظت و تقویت بینائی صرف ایک دفعہ دنمیں استعمال کرنا چاہیئے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں بواسطے دفع امراض چشم دنمیں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیئے ہر ایک قسم کی نشہ دینوالی اشیا اور گرم مصالحہ جات اور اشیاء ترش سے پرہیز لازمی ہے جہانتک ہوسکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیئے (نوٹ) نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے ترکیب استعمال ممیرہ بحساب ایک رتی خالص ممیرہ دو تولے مصری عمدہ قسم کے سرمہ میں حل کرکے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں (نوٹ) اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہوسکے تو اس کارخانہ سے بحساب ۴ر تولہ منگوا سکتے ہیں۔ پرہیز۔ ترش گرم اور نشی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط۔

۱۔ مشفق ام سردار صاحب۔ بعد ما وجب کچھ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا گیا تھا وہ متفرق طور سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فائدہ بیان کیا۔ اب میرے گھر میں چند عوارض یعنی کمی قوت نظر اور پانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے۔ شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ بذریعہ ویلیو پی ایبل ارسال فرمادیں۔

راقم (دستخط) میرزا غلام احمد۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

۲۔ جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب۔ بعد تسلیم واضح رائے شریف ہو کہ میں نے جناب سے سرمہ سفید ممیرہ کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا کئی آدمیوں کے پھولے دور ہو گئے خود مجھکو پڑوال پیدائشی ہے وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے اور کارنیاں دو آنکھ کا ڈیلا بالکل خراب ہو گیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے میں دور کے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہوں اور اخبار بھی بخوبی پڑھ سکتا ہوں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک تولہ سفید سرمہ ممیرہ کا بذریعہ قیمت طلب پارسل اور بھیجدیویں۔ ۲۲ر مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

راقم ڈاکٹر ہری رام پنشنر مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ۔

پانچ ہزار روپے کا انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسنادات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اس مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی کے اہتمام سے چھپا

غرض خدا تعالےٰ کی قسمیں اپنے اندر لا محدود اسرار معرفت کے رکھتی ہیں جنکو اہل بصیرت ہی دیکھ سکتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ قسم کے لباس میں اپنے قانون قدرت کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت کے بعض دقائق حل کرنے کے لئے پیش کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب (قانون قدرت) اسکی قولی کتاب (قرآن شریف) پر شاہد ہو جاوے اور اس کے قول اور فعل میں باہم مطابقت ہو کر طالب صادق کے لئے مزید معرفت اور سکینت اور یقین کا موجب ہو۔ اور یہ طریق قرآن شریف میں عام ہے مثلاً خدا تعالیٰ بارش اور الہام کے منکروں پر یوں اتمام حجت کرتا ہے

والسماء ذات الرجع قسم ہے بادلوں کی جن سے مینہ برستا ہے۔ رجع بارش کو ہی کہتے ہیں بارش کا بھی ایک مستقل انتظام ہے جیسے نظام شمسی ہے رات اور دن کا اور کسوف خسوف کا بجائے خود ایک ایک نظام ہے۔ غرض کا بھی ایک نظام ہوتا ہے طبیب اس نظام کے موافق کہہ سکتا ہے کہ فلاں دن بحران ہوگا۔ غرض یہ نظام ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت اپنے اندر ایک ترتیب اور کامل نظام رکھتا ہے اور کوئی فعل اس کا ایسا نہیں ہے جو نظام اور ترتیب سے باہر ہو۔

اللہ تعالےٰ جیسے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں ویسے ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں میں علوم کی روشنی پیدا ہووے اور اس سے وہ معرفت کی منزلوں کو طے کر جاویں۔ کیونکہ علوم حقہ سے واقفیت جہاں ایک طرف سچی خشیت پیدا کرتی ہے۔ وہاں دوسری طرف ان علوم سے خدا پرستی پیدا ہوتی ہے۔ بعض بدقسمت ایسے بھی ہیں جو علوم میں منہمک ہو کر قضا و قدر سے دور جا پڑتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے وجود ہی میں شکوک پیدا کر بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو قضا و قدر کے قایل ہو کر علوم ہی سے دستبردار ہو جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے دونوں تعلیمیں دی ہیں اور کامل طور پر دی ہیں۔ قرآن شریف علوم حقہ سے اس لئے واقف کرنا چاہتا ہے اور اس لئے اور ہر انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کی معرفت میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالےٰ کی عظمت اور اس سے محبت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انسان کو قضا و قدر کے نیچے رہنے کی اس لئے تعلیم دیتا ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کی صفت پیدا ہو اور وہ راضی بہ رضا رہنے کی حقیقت سے آشنا ہو کر وہ سچی سکینت اور اطمینان جو نجات کا اصل مقصد اور منشا ہے حاصل کرے۔

ابھی جو مثال میں نے قرآن شریف سے قسم کے متعلق دی ہے کہ والسماء ذات الرجع یعنی قسم ہے آسمان کی جس میں اللہ تعالیٰ نے رجع کو رکھا ہے۔ سماء کا لفظ فضا اور جو اور بارش اور بلندی کے معنوں میں بولا جاتا ہے رجع بار بار وقت پر آنے والی چیز کو کہتے ہیں بارش برسات میں بار بار آتی ہے اس لئے اس کا نام بھی رجع ہے۔ اسی طرح آسمانی بارش بھی اپنے وقتوں پر آتی ہے والارض ذات الصدع اور قسم ہے زمین کی کہ وہ ان وقتوں میں پھوٹ نکلتی ہے اور سبزہ نکالتی ہے بارش کی جڑھ زمین ہے زمین کا پانی جو بخارات بنکر اوپر اُڑ جاتا ہے وہ کرہ زمہریر میں پہونچکر بارش بن کر واپس آتا ہے اور اس صورت میں چونکہ وہ آسمان سے آتا ہے اس لئے آسمانی کہلاتا ہے پھر بارش کی ضرورت کے لئے ایک اور وقت خاص ہے جب مزارعین کو ضرورت ہوتی ہے اگر بیائی کے بعد پڑے تو کچھ بھی نہ ہے اور پھر بعض اوقات نشو و نما کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ غرض بارش اور مینہ کی ضرورت اور اس کے مفاد اور اس کے آسمان سے آنے کا نظارہ بالکل بدیہی ہے اور ایک ادنےٰ درجے کی عقل رکھنے والا گنوار دہقان بھی جانتا ہے علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر آسمانی بارش نہ ہو تو زمینی پانی بھی خشک ہونے لگتے ہیں چنانچہ امساک باران کے دنوں میں بہت سے کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں اور اکثروں میں پانی بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ لیکن جب آسمان سے بارش آتی ہے تو زمینی پانیوں میں بھی ایک جوش اور تموج پیدا ہونے لگتا ہے۔ میرا مطلب اس مقام پر اس مثال کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان قسموں کو ایک اور امر کے لئے بطور شاہد قرار دیا ہے کیونکہ ان نظاروں سے تو ایک معمولی زمیندار بھی واقف ہی ہے اور وہ امر جو ان کے ذریعہ ثابت کیا ہے وہ یہ ہے۔

انہ لقول فصل وما ھو بالھزل

بے شک یہ خدا کا کلام ہے اور قول فصل ہے۔ اور وہ عین وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ اور حق و حکمت کیساتھ آیا ہے

بیہودہ طور پر نہیں آیا۔

اب دیکھو کہ قرآن شریف جس وقت نازل ہوا ہے کیا اس وقت نظام روحانی یہ نہیں چاہتا تھا کہ خدا کا کلام نازل ہو۔ اور کوئی مرد آسمانی آوے جو اس گم شدہ متاع کو واپس دلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کی کیا حالت تھی خدا تعالےٰ کی پرستش دنیا سے اٹھ گئی تھی اور توحید کا نقش پامٹ چکا تھا باطل پرستی اور معبودان باطلہ کی پرستش نے اللہ جلشانہ کی جگہ لے رکھی تھی۔ دنیا پر جہالت اور ظلمت کا ایک خوفناک پردہ چھایا ہوا تھا۔ دنیا کے تختہ پر کوئی ملک کوئی قطعہ کوئی سرزمین ایسی نہ رہ گئی تھی جہاں خدائے واحد ہاں حیّ و قیوم خدا کی پرستش ہوتی ہو۔ عیسائیوں کی مردہ پرست قوم تثلیث کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی اور ویدوں میں توحید کا بے جا دعوے کرنے والے ہندوستان کے رہنے والے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے پوجاری تھے غرض خود خدا تعالیٰ نے جو نقشہ اس وقت کی حالت کا ان الفاظ میں کھینچا ہے ظہر الفساد فی البر والبحر یہ بالکل سچا ہے اور اس سے بہتر انسانی زبان اور قلم اس حالت کو بیان نہیں کر سکتی۔ اب دیکھو کہ جیسے خدا تعالیٰ کا قانون عام ہے کہ عین امساک بارش کے وقت آخر اس کا فضل ہوتا ہی اور باران رحمت برس کر شادابی بخشتا ہے اسی طرح پر ایسے وقت میں ضرور تھا کہ خدا کا کلام آسمان سے نازل ہوتا۔ گو یا ان جسمانی بارش کے نظام کو دکھا کر روحانی بارش کے نظام کی طرف رہبری کی ہے اب اس سے کون انکار کرے گا کہ بارش ہمارے مقاصد کے موافق ہوتی ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ نظام رکھا ہے اسی طرح دوسری بارشوں کے لئے وقت رکھے ہیں۔ اب دیکھو کہ کیا یہ بارش روحانی کا ذکر نہ تھا۔ کس قدر جھگڑے تم لوگوں میں بپا تھے اعمال گندے اور ایمان بھی گندے تھے اور دنیا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والی تھی پھر وہ کیونکر اپنے فضل کا مینہ نہ برساتا۔ جس نے جسم فانی کی حفاظت کے لئے ایک خاص نظام رکھا ہے پھر روحانی نظام کو کیونکر چھوڑتا۔ اس لئے بارش کے نظام کو بطور شاہد پیش کر کے قسم کے رنگ میں استعمال کیا کیونکہ امر نبوت ایک روحانی اور نظری امر تھا اور کفار عرب اس نظام کو نہ سمجھ سکتے تھے اس لئے وہ پہلا نظام پیش کر کے انکو سمجھا دیا۔

غرض یہ ایک سر ہے جسکو جب لوگوں نے سمجھا نہیں اور اپنی نادانی اور عداوت حق کی بنا پر اعتراض کر دیا ہے اصل مفہوم کو جو اللہ تعالیٰ نے اس میں مقصود رکھا تھا چھوڑ دیا اسی طرح پر ایک نادان کہتا ہے کہ من ذاالذی یقرض اللہ قرضا حسنا (کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے) اسکا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذ اللہ خدا بھوکا ہے احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کے ساتھ افلاس اپنی طرف سے لگا لیتا ہے۔ یہاں قرض سے مراد یہ ہے کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے خدا تعالیٰ انکی جزا اسے کئی گنا کر کے دیتا ہے یہ خدا کی شان کے لائق ہے جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے اسپر غور کرنے سے اس کا یہ مفہوم صاف سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ بدوں کسی نیکی۔ دعا۔ اور التجا اور بدوں تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہونچا رہا ہے پھر وہ کسی کی نیکیوں کو کب ضائع کرے گا۔ اسکی شان تو یہ ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ جو ذرہ بھی نیکی کرے اس کا بھی اجر دیتا ہے اور جو ذرہ بدی کرے گا اس کی پاداش بھی ملے گی۔ یہ ہے قرض کا اصل مفہوم جو اس آیت سے پایا جاتا ہے چونکہ اصل مفہوم قرض کا اس سے پایا جاتا تھا اس لئے یہی کہہ دیا من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا اور اسکی تفسیر اس آیت میں موجود ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جاہل عیسائی جنہوں نے ایک عاجز اور ناتوان انسان کو خدا بنا لیا ہے اور اپنی بدکاریوں اور گناہوں کی گٹھڑی اس کے سر پر رکھدی ہے اور اسے ملعون تسلیم کیا ہو باوجودیکہ ان کے پاس لعنت کے سوا کچھ بھی نہیں دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ کی پاک شریعت کو کفارہ کی بنا پر رد کر بیٹھے ہیں اعمال صالحہ میں جو ایک لذت اور سرور ہوتا ہے وہ انھیں حاصل نہیں رہا۔ اور خدا تعالیٰ کے سارے راستبازوں کو بٹ مار اور ڈاکو قرار دینے کی وجہ سے انپر وہ لعنت پڑی ہے۔ اسلئے یہ بات کبھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے راستبازوں کا انکار اور تکذیب ایک ایسی شئے ہے جو انسانکو ہلاک کر دیتی ہے اور اسکی روحانی طاقتوں اور قوتوں کے لئے زہر قاتل کا کام کرتی ہے۔ جو صادق کی نسبت سوءِ ظن کرتا ہے اور اسکی بے ادبی کرتا ہے وہ حقائق اور معارف سے

بے نصیب کر دیا جاتا ہے یہ لعنت عیسائیوں پر پڑی ہے کہ انہوں نے سارے راستبازوں کو خطا کار ٹھیرایا۔

غرض اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ بارشوں کا جسمانی طور پر ایک نظام ہے لوگ جانتے ہیں کہ اب بارش کے دن قریب ہیں مثلاً یہ جانتے ہیں کہ پوہ اور ماگھ کے دنوں میں بارش ہوتی ہے اور ساون اور بھادوں کے دنوں میں ہوتی ہے۔ پھر ایک یہ راز ہے کہ بارش بیہودہ کبھی نہیں ہوتی درحقیقت وہی اوقات بارش کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ اسی طرح روحانی بارشوں کا سلسلہ چلتا ہے یہ ایک نظری بحث ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے موٹی موٹی باتوں کو بطور شواہد کے پیش کیا ہے اور **قسم** کا لفظ **شاہد** کے قائم مقام بیان فرمایا۔ اس لفظ کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح قرض کے لفظ کو جسے میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔

اب ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے اور پھر ایک بارش اس تخم کے نشوونما اور سرسبزی کے لئے ہوتی ہے اسی طرح نبوت کی بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے۔ اور محدثین اور مجددین کی بارش جو **نحن نزلنا الذکر وانا له لحٰفظون** کے ضمن میں داخل ہے اس تخم کے بارور کرنے اور نشوونما دینے کے لئے۔ میں نے بارہا اس امر کا ذکر کیا ہے کہ نبوت الوہیت کے لئے بطور میخ کے ہوتی ہے جو شخص نبوت کا انکار کرتا ہے رفتہ رفتہ وہ الوہیت کے انکار تک پہونچ جاتا ہے اور نبوت کے لئے ولایت بطور میخ کے ہوتی ہے ولی کے انکار سے رفتہ رفتہ سلب ایمان ہو جاتا ہے۔

اسوقت دیکھو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو برس سے زائد عرصہ گذر گیا اگر خدا تعالیٰ اسوقت تک بالکل خاموش رہتا اور اپنی تجلی نہ دکھاتا تو اسلام ایک قصہ اور کہانی سے بڑھکر کوئی وقعت نہ رکھتا اور اسکی دوسرے مذاہب پر کوئی خصوصیت اور فضیلت نہ ہوتی جیسے ہندو اپنے بزرگوں سے منسوب خوارق کو پرانوں اور شاستروں میں لکھا ہوا بیان کرتے ہیں اور دکھا کچھ نہیں سکتے اسی طرح پر اسلام کے اعجازی نشانوں کا ذکر مسلمانوں کی کتابوں ہی میں بتاتے اور دکھا کچھ نہ سکتے تو دوسرے مذاہب پر اسکی کیا فضیلت رہتی۔ اور انسان کی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اگر اسے دوسرے پر کوئی فضیلت نظر نہ آئے تو اس سے بے رغبتی اور بے دلی ظاہر کرتا ہے اسطرح پر گویا اسلام سے ایک قسم کا ضعف ایمان پیدا ہوتا..... کیونکہ بدون فضیلت کے ایمان قوی رہ سکتا ہی نہیں اس لئے نبوت کی زراعت کے واسطے **ولایت** ایک باڑ لگا دی گئی ہے پس غور کر کے دیکھو کہ قسم پر اعتراض کرنے والوں کا جواب کیسا صاف اور لطیف ہے۔

اس مضمون کو دیکھکر انسان کس قدر انشراح کے ساتھ قبول کر سکتا ہے کہ قرآن کریم کسقدر عالی مضامین کو کیسے انداز اور طرز سے بیان کرتا ہے۔

پھر قرآن شریف میں ایک مقام پر رات کی قسم کھائی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اسوقت کی قسم ہے جب وحی کا سلسلہ بند تھا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک مقام ہے جو ان لوگوں کے لئے جو سلسلہ وحی سے افاضہ حاصل کرتے ہیں آتا ہے۔ وحی کے سلسلہ سے شوق اور محبت بڑھتی ہے لیکن **مفارقت** میں بھی ایک کشش ہوتی ہے جو محبت کے مدارج عالیہ پر پہونچاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے قلق اور کرب میں ترقی ہوتی ہے اور روح میں ایک بیقراری اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے وہ دعاؤں کی روح اس میں نفخ کی جاتی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر یا رب یا رب کہکر اور بڑے جوش اور شوق اور جذبہ کے ساتھ دوڑتی ہے جیسا کہ ایک بچہ جو تھوڑی دیر کے لئے ماں کی چھاتیوں سے الگ رکھا گیا ہو بے اختیار ہو ہو کر ماں کی طرف دوڑتا اور چلاتا ہے اسی طرح پر بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اضطراب کے ساتھ روح اللہ کی طرف دوڑتی ہے اور اس دوڑ دھوپ اور قلق و کرب میں وہ لذت اور سرور ہوتا ہے جسکو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو جس قدر اضطراب و بیقراری خدا تعالیٰ کے لئے ہوگی اسی قدر دعاؤں کی توفیق ملے گی اور ان میں قبولیت کا نفخ ہوگا۔

غرض یہ ایک زمانہ ماموروں اور مرسلوں اور ان لوگوں پر جن کے ساتھ مکالمات الٰہیہ کا ایک تعلق ہوتا ہے آتا ہے اور اس سے غرض اللہ تعالیٰ کی یہ ہوتی ہے کہ تا ان کو محبت کی چاشنی اور قبولیت دعا کے ذوق سے حصہ دے اور انکو اعلیٰ مدارج پر پہونچا دے۔ تو پھر جو **ضحیٰ** اور **لیل** کی قسم کھائی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ اور عنایات محبت کا اظہار ہے اور آگے پیغمبر خدا کا ابرا کیا کہ دیکھو دن اور رات جو بنائے ہیں انمیں کسقدر وقفہ ایک دوسرے میں ڈالدیا ہے **ضحیٰ** کا وقت بھی دیکھو اور تاریکی کا وقت بھی خیال کرو **ما ودعک ربک** خدا تعالیٰ نے تجھے رخصت نہیں کر دیا اس نے تجھ سے کینہ نہیں کیا بلکہ ہمارا یہ ایک قانون ہے جیسے رات اور دن کو بنایا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی ایک قانون ہے کہ بعض وقت وحی کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ انمیں دعاؤں کے لئے زیادہ جوش

بقیہ مضمون

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۵

ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ کہاں تک وہ جوش میں ہوں گے۔ اور ان کے پاس اسباب ظاہری اور سامان دنیوی کسقدر ہے کہ ایک بیکس تنہا شخص کو اس کے کردار کی سزا دے سکیں۔ اور اسی کے ساتھ انہیں یہ کہکر بار بار جوش دلایا جاتا ہے و الله یعصمک من الناس۔ یعنی ان ناپاک مشرکین کے ہاتھ سے خدا تجھے کوئی گزند پہونچنے نہ دے گا یہ اس لفظ **الله** میں نگاہ عمیق کرنے سے نظر آتا ہے کہ گو ان

نبوت کا قطعی ثبوت

اعدا کے پاس ظاہری اسباب کی کوئی کمی نہیں اور اس لئے اقرب الی القیاس یہی ہو سکتا ہے کہ ایک اکیلا اور بے سامان شخص ہلاک ہو جائے۔ مگر عنقریب ایسے اسباب جمع ہو جائیں گے جو ظاہر میں انسانوں سے بالکل مخفی ہیں اور جو اپنے ظہور و بروز کے وقت ثابت کر دیں گے کہ واقعی یہ انسان ایسی ہستی کے بلائے بولتا اور ایسی قوی پناہ کی حوصلہ پہ اکیلا میدان میں نکل پڑتا تھا جو ابنائے عالم کے گمانوں کے خلاف دن رات عالم پر محیط اور ان کے باریک رابطہ علل و نتائج سے واقف ہے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں کتاب حکیم یوں بیان کرتی ہے سنریھم فی الآفاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق او لم یکف بربک انہ علی کل شیٔ شہید

یعنی بہت جلد ہم بیرونی اور اندرونی نشانوں اور شہادتوں سے ثابت کر دینگے کہ یہ حق اور صدق ہے۔ کیا یہ بات اس دعوی جلیل کی تقویت کے لئے کافی نہیں کہ وہ جس نے تجھے (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پالا پوسا اور اپنا قائمقام کرکے دنیا میں بھیجا ہے اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ تجھے ہلاکت کا عرضہ نہ ہونے دے ہاں تو کیا تیری تسلی کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ تیرا مربی ہر ایک شے کا نگران ہے۔ مطلب یہ کہ تمام ذرات کائنات پر اس کا تصرف دائما جاری ہے اور جبکہ ذرات عالم اور واقعات ارضی و سماوی اور ان سے جو جو نتائج و حوادث پیدا ہوتے ہیں مجھہ خداوند خدا کی قبضہ قدرت میں ہیں جو ناگہاں ایسے خلاف امید منظر پیدا کر دیتا ہوں جنکی طرف انسانی ذہن ہرگز انتقال نہیں کر سکتے تھے اور با ایں ہمہ جب میں تجھسے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیرے مخالفین کو ہر طرح کے نشانوں سے عاجز و مغلوب کر دوں گا تجھے کسقدر مطمئن رہنا چاہیئے۔

الغرض نتیجہ کا مشترک اور واحد نکلنا اس خصوص میں قابل التفات امر نہیں۔ بڑا امتیاز کی قابل لحاظ مقدمات اور مبادی امور ہیں جو تمام دنیا جہان کی نظروں میں بالکل ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ یہ ہے ایک بڑا کھلا فرق جس سے سنجانب اللہ خبر دہندہ کی پیشگوئی اور ایک پولیٹیشن کی پولیٹیکل خبر میں امتیاز کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اور یہ ناواجب بہتان لگایا جا سکتا ہے کہ وہ پیشگوئی قیافہ اور نجوم کی بنا پر ہے۔ مگر ایک اور ظاہری فرق بھی ہے جو اس سے قوی تر اور لذت بخش ہے اور وہ یہ ہے کہ آسمانی انسان کے الفاظ اور دعاوی میں بہت سخت اور تحدی اور زور ہوتا ہے اس کے

اس پیشگوئی کے الفاظ کا حیرت انگیز زور

الفاظ ناقابل شک شکنی اور کامل وثوق اور غیر متزلزل طمانیت اور وقار کی مؤثر حرارت لئے ہوئے اس کے جذر قلب سے نکلتے ہیں۔ وہ اپنی کہی ہوئی بات اور غیبی خبر کے بعد مستقیم الاحوال اور بالکل غیر متبدل رہتا ہے اور ہراس اور پشیمانی یا تردد و حیرانی کا کوئی کوئی نشان اس کی صورت حال پر نمایاں نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس کا یہ دعوی ہوتا ہے کہ اگر اس کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ بلند دعووں میں سراسر کاذب اور مفتری ثابت ہوگا اور نہ صرف یہی بلکہ سخت سے سخت قتل و ہلاکت کا مستوجب ہوگا تو بھی وہ ایسی حالت میں پیشگوئی کرکے جبکہ کوئی ظاہری سامان اس کے دعوے کی تائید میں موجود نہ ہو زندگی کے کسی وقت خلوت و جلوت میں ہراساں و پشیماں نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے مادہ پرست دنیوی لوگوں کا ہرگز یہ حال نہیں۔ ان کی انگل کے ساتھ پوری طمانیت اور کوہ وقاری ہرگز رفیق نہیں ہوتی۔ ان کے دعاوی تحدی آمیز اور عدم وفا کی صورت میں شدید ذلت اور ہلاکت کے ذمہ وار نہیں ہوتے اس مدعا کے اثبات کے لئے اس پیشگوئی کے الفاظ میں غور کرنا ضروری ہے۔ اس کے آغاز ہی میں لفظ **الم** ہے جس کے معنی ہیں انا الله اعلم یعنی میں جو تمام علوم کا جامع خدا ہوں اور جسے تمام غیوب پر اطلاع ہے یہ پیشگوئی اپنے علم محیط کی بنا پر کرتا ہوں کہ یہ بات ضرور ضرور پوری ہوگی یا اسکو انسانی طرز عبارت میں یوں سمجھو کہ حضور ہادی عالم (علیہ الصلوۃ والسلام) بڑے پُر زور دعوے سے کہتے ہیں کہ عالم الغیب خدا سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ واقعہ یوں ہی ہو کر رہے گا۔ اور عالم الغیب خدا کے لفظ میں یہ دقیقہ ہے کہ اس موجودہ صورت میں اسکی کوئی صورت بھی نہیں کہ ہمارا دعویٰ پورا ہو کر اور کسی طرح بھی گنجایش نہیں کہ اس

پیشگوئی کو کوئی جلد باز ظالم نجوم قیافہ اور رملی و دقیقہ شناسی کی طرف منسوب کر سکے - لہذا جب یہ پوری ہو جائیگی تو صاف ثابت ہو جائے گا کہ یہ انسان کا کام نہیں بلکہ عالم الغیب خدا کا کلام ہے - دوسرا لفظ للہ الامر من قبل ومن بعد ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ پہلے وقت میں جب رومی مغلوب ہو گئے اور اسی طرح مسلمان بھی سخت مظلوم اور مغلوب ہیں جب بھی تمام امور کی باگ اللہ کے ہاتھ میں تھی یعنی یہ ایک ابتلا اور امتحان تھا اور ہے جو اللہ تعالیٰ کی باریک مصلحتوں اور اسرار مالکیت پر مبنی ہے اور جسے متعدد مواضع میں قرآن کریم نے بتصریح بیان کیا ہے - اور اب آیندہ کو بھی کائنات کے تمام امور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ضرور نصرت اور فتح اپنے وعدہ الٓمٓ کے موافق نازل کرے گا - تیسرا لفظ یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ یعنی اسی دن جب یہ واقعہ وقوع میں آیگا - جو بطور آفاقی دلیل (اکسٹرنل ایویڈنس) کے ہے ان مغلوب اور ضعیف مسلمانوں کی بھی فتح ہو گی جو بطور انفسی دلیل (انٹرنل ایویڈنس) کے ہیں - نصر اللہ میں اللہ کا لفظ وہی معنی اور زور رکھتا ہے جو للہ الامر من قبل ومن بعد میں بھی اللہ کا لفظ رکھتا ہے - یعنی یہ سب واقعات ایسے وجود کے علم سے بتائے جاتے اور ایسی ذات کے ہاتھ سے وقوع میں آنے والے ہیں جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی قطعاً اور حتماً پوری ہو رہے گی - چوتھا لفظ وھو العزیز الرحیم ہے - العزیز کے معنے ہیں ایسا غالب و قاہر کہ کوئی زور اور طاقت اسکا مقابلہ نہ کرسکے - قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ جہاں جہاں خدا اکو اپنا متمنع

المقاومہ زور یا بلفظ دیگر رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بابت فتح و نصرت کی پیشگوئی کا کرنا منظور ہوا - یا عاصیوں اور باغیوں کو کیفر کردار پر پہونچانے کی قدرت تامہ کا ظاہر کرنا مقصود ہوا وہاں آیۃ کی آخر میں العزیز کو مقطع میں وارد کیا ہے - اسجگہ بھی یہ پاک اسم اسی یقینی نصرت کے مفہوم کو ہمکنار لیکر آیا ہے - الرحیم کے یہ اشارہ ہے کہ اب اس کی رحمت نے مغلوب جماعت کے نزار نالے سن لیے اور آیندہ کو وہ انھیں خونخوار دشمنوں کا لقمہ نہ بننے دے گا - پانچواں وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ہے یعنی یہ اللہ کا وعدہ ہی اور اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا - یاد رہے اس جملہ میں بھی وہی لفظ اللہ ہے جو برابر ان موتیوں کی لڑی میں درخشاں شاہوار موتی ہے - اس میں ایسی بڑی بھاری تحدی اور دلی اطمینان اور سکون بھرا ہوا ہے کہ کوئی حق فہناس منصف اس کے سرچشمہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا - انسان ضعیف اور کم علم کا کہاں یارا اور کیا حوصلہ ہے کہ ایسی بیچارگی کی صورت میں جیسی اس وقت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تھی اتنا بڑا دعویٰ کر سکے کہ جو عالم الغیب خدا کا یہ وعدہ ہے اور اس کا خلاف ہرگز ہرگز نہ ہوگا - چھٹا بقیہ آیت ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ گو اُس وقت کوئی سامان ان دعاوی کے پورا ہونے کا موید نہیں - اور سب میٹریلسٹ (اسباب پرست) متفق ہیں - کہ یہ دوہری پیشگوئی ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی مگر یہ بات ضرور ضرور پوری ہوگی۔

الغرض اس بات میں اب کوئی شبہ باقی نہ رہا کہ آسمانی الساقوں اور زمینیوں کی پیشگوئی میں صاف اور مبین فرق ہے اور یہ امر بھی بخوبی طے ہو گیا کہ پیشگوئی کیوں اور کب حجۃ اللہ ہو سکتی ہے - دنیا میں ایسے آدمی بھی گذرے ہیں جو سخت گمنامی اور بینوائی کے تاریک گوشہ سے نکل کر حیرت رنگیز تغیرات و انقلابات کو دکھاتے ہوئے شہرت کی چمک پر مسند پر بیٹھے ہیں۔

نری کامیابی شرط نہیں بلکہ تحدی کا ہونا ضروری ہے

مگر غار حرا کے خلوت گزین خدا پرست کی خارق العادہ عظمت کو اس قسم کی کوئی نظیر ایک لحظہ کے لئے بھی گزند نہیں کر سکتی - ہم بتا چکے ہیں کہ اول با تحدی دعویٰ کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ امر واجبات سے ہے کہ دعویٰ کرنے والا مخالفین کی بھاری جمعیتوں کے مقابل پر باوجود ہر طرح کی بے سامانی کے اپنے دعویٰ منجانب اللہ ہونے کی صداقت کا مدار عظیم اسی کو ٹھہرائے کہ وہ انجام کار ضرور ضرور کامیاب ہو جائے گا - ابتدائی اور درمیانی زمانوں میں گو خدا تعالیٰ کی باریک حکمتوں کی بناء پر اسے ناکامیاں پیش آئیں مگر آخر کار میدان اُسی کے ہاتھ رہیگا - چنانچہ آیت والعاقبۃ للمتقین اور اسی کے ہم معنی کئی آیتیں اسی مدعا کے اثبات کے لئے وارد ہوئی ہیں کہ یہ راستباز آخر کار اپنے دعویٰ کے موافق ضرور کامیاب ہوگا - خدائے ابراہیم و اسمٰعیل (علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے اپنے آخری نبی کو (اللھم صل علیہ وسلم الاف صلوات وتسلیمات واحینی علی حبہ وامتنی علی حبہ واحشرنی) نے

فی ذمرۃ محبیہ) اُس صداقت اور حق کا جسے تمام انبیا (علیہم السلام) سکھاتے آئے ہیں ایسا کامل و مکمل نمونہ بنایا ہے کہ تمام گستاخ معترضوں اور خردہ گیروں کے تیر اُس چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں ۔ اور حقیقی مسلمان آج بھی جیسے کہ ہمیشہ سے اسبات کا دعوی کرتے تھے اور کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود با جود نہ ہوتا تو نہ صرف گذشتہ راستبازوں کی راست بازی اور ان کے دعاوی مشتبہ اور ضعیف الثبوت رہ جاتے بلکہ خود خداوند عالم و عالمیان (جل شانہ وعز اسمہ) کے غیب الغیب وجود کا یقینی اور قطعی اور شہودی ثبوت عالم کو نہ ملتا اسی باریک نکتہ کی طرف یہ آیۃ شریفہ جو ضرورت وجود قرآن کا دعوی کرتی ہے اشارہ کرتی ہے ۔ وھذا کتاب انزلنہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ ولتنذر ام القری ومن حولھا ۔

پیشگوئی زندہ مذہب کا پھل اور نشان ہے اور ضرورت قرآنی کا ثبوت ۔

اور اس عظیم کتاب کو جسے نازل کیا ۔ اسکی ایک بڑی صفت یہ ہے کہ یہ مبارک ہے یعنی اس کے ثمرات اور برکتیں جو زندہ مذہب کی نشانیاں ہیں سدا جاری رہنے والی ہیں ۔ توراۃ و انجیل کی روشنی اور ہدایت اس قابل نہ رہی کہ اس سے آئندہ کو لوگ اپنے چراغ روشن کر سکیں اور نہ اُن کے پیروؤں میں زندہ مذہب کے کوئی نشان باقی رہے اسلئے ضرور ہوا کہ ایسی علمی و عملی علامات سے بھری ہوئی کتاب دنیا میں نازل ہو جو ہر زمانہ میں اپنی زندہ برکتوں اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنے منجانب اللہ ہونے کے دعوی کا ثبوت دے سکے ۔ اور اس کے پیروؤں میں بھی وہ برکات و ثمرات تازہ بتازہ نظر آتے رہیں جن کا کل راستباز دعوی کرتے چلے آئے ہیں سو اگلی کتابوں کی تعلیم و تاثیر کے مردہ ہو جانے سے ہی اس مبارک کتاب (قرآن) کی شدید ضرورت ثابت ہوئی ۔ ثمرات و برکات اور زندہ نشانوں سے مطلب یہ ہے کہ تین بڑی اصلیں جو الٰہی کتاب کی تعلیم کی علت غائی ہیں یعنی ثبوت توحید ثبوت نبوت اور ثبوت معاد ہر زمانہ میں وہ کتاب اپنی پاک تاثیر سے اپنے پیروؤں کے ذریعہ سے ان کا اس طرح ثبوت دے سکے کہ منکران وجود باری تعالی ۔ وجود انبیاء (علیہم السلام) اور منکرات قیامت اس کے قاطع ثبوت کے سامنے کسی طرح بھی دم نہ مار سکیں ۔ اور یہ بات پیشگوئیوں سے جو عالم الغیب ۔ قادر مطلق اور مدبر بالارادہ خدا کا مسکت ثبوت دیتی ہیں پوری طرح حاصل ہو سکتی ہے اور یہ برکت صرف قرآن کریم میں ہے اسی بنا پر اسکو اللہ تعالی نے جو اسکا نازل کرنے والا ہے مبارک فرمایا ہے ۔ دوسری صفت اسکی مصدق ہے یعنی توراۃ و انجیل کے انبیا کی ناتمام پیشگوئیوں ۔ اور ناقص تعلیمات کی تصدیق و تکمیل کے لئے ایک کتاب کے نزول کی شدید ضرورت تھی جسے قرآن کریم نے پورا کیا ہے قرآن کے اس دعوے کا ثبوت ایک الگ وسیع مضمون چاہتا ہے جس کی اس مضمون میں گنجائش نہیں ۔ اگر اللہ تعالی نے توفیق دی تو کسی وقت اسپر لکھا جائے گا ۔ تیسری صفت اسکی یہ ہے کہ یہ کتاب اہل کے اور اس کے بعد تمام دنیا کے لیے تذیر ہے ۔ یہ بات بھی بڑی تفصیل و بسط چاہتی ہے کہ کس طرح توراۃ و انجیل اہل عرب پر خصوصا باوجودیکہ ان کے حامی بڑی مدتوں سے اہل عرب کے ہمسائے تھے اپنی تاثیر پہونچانے سے قاصر رہیں ۔ دنیا کے بڑے بڑے فضلا کا اعتراف ہے کہ بیبل شرک و کفر کا مقابلہ کرنے اور اس کے استیصال سے ہرگز عہدہ برآ نہیں ہوئی ۔ اور آج کل یورپ کی سیاہ بدکاری نے جو وبائے عالمگیر کی طرح اسپر محیط ہو رہی ہے بہت سے خدا ترس علما کو اسبات کا اقرار کرنے پر اضطرارا مجبور کر دیا ہے کہ بیبل میں انسداد جرائم کی ہرگز طاقت نہیں اور اکثر تو صاف صاف کہنے لگ گئے ہیں کہ قرآن کی حکومت کو سر پر اُٹھانے کے سوا یورپ زنا شراب خواری اور جوئے کے خونخوار ابلیس کی غلامی سے نجات پا نہیں سکتا ۔ اور درحقیقت عقیدہ کفارہ جو عیسویت کا ستون اور ہر طرح کی ناجائز آزادی کا پروانہ ہے اور بت پرستی تناسخ برہمویت وغیرہ تمام خنثیٰ قباحتیں ان تمام مفاسد کے ازالہ کو قرآن کریم کے سوا کوئی کارگر حربہ نہیں و الحمد للہ علی ذلک ۔

قرآن کریم کے کتاب مبارک ہونے کا ثبوت اس زمانہ میں صرف امام زمان مرزا غلام احمد قادیانی نے دیا ہے

اب قرآن کریم کے اس دعوے کا ثبوت کہ زندہ برکتیں اور ہر زمانہ کے لیے تازہ خدائی نشان صرف اسی کے پیرووں

پائے جاتے ہیں۔ بحث طلب امر ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ بحث بہت جلد بڑی صفائی سے طے ہو جاتی ہے اس زمانہ میں جو مغربی علوم اور دیگر مختلف تقاضاؤں سے ایسی آزادی پھیلی ہے کہ ہر طرف سے قرآن کریم کی صداقتوں پر حملے شروع ہوئے اور وہ تینوں اصول جنکی تعلیم و اشاعت کے لئے نبیوں کی پاک جماعت اس دنیا میں مبعوث ہوئی احمقوں اور سادہ دلوں کے نزدیک دل خوش کن موضوعہ کہانیاں تصور کئے جانے لگے تو خدائے غیور نے رحیم کا پاک قول ہے وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا یعنی اسی نے رات (کفر) اور دن (نور سنت) کی فطرت میں اس قسم کا توبتی دورہ اور متداول چکر رکھا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ کفر و بدعت کی مہیب تاریکی اور جان گزا آفت کی بعد حق و صدق کی درخشاں روشنی کی حق کے بھوکے اور پیاسے پوری قدر کریں اور ان تاریکیوں کے دل دوز واقعات سے عبرت پکڑیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد الوقت۔ امام زمان اور مسیح موعود کر کے مبعوث فرمایا کہ ہر قسم کے معترضوں اور منکروں پر انکی غالب و بالغ حجت پوری ہو جائے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس زمانہ میں دہریت اور میٹیریلزم عام طور پر پھیل گئی ہے۔ یورپ کو ہی اس بات پر ناز ہے کہ اس نے علوم جدیدہ کی اشاعت عام کے ذریعہ اپنے تمام بچوں کو مذہب کے فضول اشغال سے اور خدا تعالیٰ کے وجود کے اقرار اور اس کی مخلصانہ عبادت۔ یوم الجزا کے بکھیڑوں اور جنت اور جہنم کے وعد و وعید کے بندھنوں سے آزاد کر دیا ہے بلکہ ہندوستان کی حالت بھی ویسا ہی افسوسناک نقشہ دکھاتی ہے

کہیں تو صاف اور سیدھے طور پر باری تعالیٰ کا انکار ہو رہا ہے اور کہیں عملی طور پر ذرا ادب بھی عام کو دکھایا جاتا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ دنیا اسباب کی دیوی کی پوجا میں ایسی منہمک ہو رہی ہے کہ مسبب حقیقی پر توکل کرنا جس کے معنے ہیں اسباب مادیہ حسیہ مشہودہ سے وراء الورا ایسی مخفی اور غیر مرئی اسباب پر اعتقاد لانا جنکے اظہار پر اور ان سے بالکل غیر مترقبہ نتائج کے پیدا کرنے پر وہ مدبر بالارادہ متصرف الاشیاء خدائے قدوس قادر ہے ضعف دل اور جہل کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے باری تعالیٰ کی ذات پاک اور اسکی صفات کاملہ کی نسبت واثق یقین اور لذت بخش اعتقاد دلوں سے بالکل اٹھ گیا ہے۔ انشاء اللہ اس مضمون پر پوری بحث حضرت مسیح زمان کی سوانح عمری میں کی جائیگی۔ غرض عام طور پر علمی اور عملی دہریت پھیل گئی ہے۔ ایسی حالت میں عیسائی تو کیا ان خرابیوں کے انسداد و اصلاح کی تدبیر کر سکتے کیونکہ انہی کی سرزمینیں اولاد بالذات ان قباحتوں کا منبع و مخرج ہیں اور انکی مسلمہ کتابیں اس بڑے مقابلہ یعنی علم و مذہب کی جنگ میں مردہ ثابت ہو چکی ہیں۔ خود اس مبارک کتاب اور زندہ نوشتہ (قرآن کریم) کے ماننے والے اسکی زہریلی ہوا سے متاثر ہو کر اس مقابلہ کے میدان میں نکلنے سے جی چرانے لگے اور لگے اس نامی پہلوان (یورپین علوم) کے پاس پیغام صلح پہنچانے۔ چنانچہ برکات قرآنیہ کے انکار (انکار تاثیر دعا انکار صداقت رویا۔ کشف۔ الہام۔ انکار تکلم باری تعالیٰ۔ اقرار انقطاع نبوت من انبیاء علیہم السلام انکار بعثت مجددان ملت۔ وغیرہ وغیرہ) سے انھوں نے ثابت کر دیا

کہ ان کے ہاتھوں میں بھی سوائے مردہ اور منقولی مذہب اور افسانوں کے اور کچھ نہیں۔ غرض جب خدای علیم و حکیم نے آسمان سے زمین پر نگاہ کی کہ دیکھے ان میں ایک بھی ایسا ہے جو اسکے ازلی ابدی متکلم۔ قادر مطلق۔ عالم الکلیات والجزئیات اور کل یوم ھو فی شان ہونے کا ثبوت دے سکے۔ اور کوئی ایک بھی ہے جو انھیں سے اس کی صفات کاملہ کا ذکر منجملہ انکے انبیا کا ارسال کرنا مع ان کے تمام خوارق غیر منفک کے ..... اور ملائکہ کا اسی عالم میں برگزیدہ بندوں پر بھیجتا ہے ، بے ریب یقین لوگوں کو دلا سکے تب اس نے ایک حقیر اور گمنام گاؤں (قادیان) سے ایک شخص کو اجتبا و اصطفا کی مبارک خلعت پہنائی اور اس امر کے لئے کہ سارے جہان کو اپنی فوق العوق قدرتوں۔ اپنی ہمہ علمی اور اپنے صادق مواعید کا ناقابل نقض یقین دلائے ایسے انسان کو چنا جو درحقیقت اپنے آقا و مخدوم اپنے محبوب و مرشد نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بے کس بے بس۔ مہجور و متروک خویش و بیگانہ۔ ہر قسم کے علمی سرمایہ سے بے بضاعت۔ گمنام۔ گوشہ گزین مجد اور مرتبہ عالم سے محض ناواقف غرض سیدھا سادہ پاک ہی لوث انسان تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تعلیم کی حقیت یا یوں کہو قرآن کی حقیت اور

حضرت امام زمان کی پیشگوئی آتھم کے بارہ میں نصاریٰ پر۔ زواج کی بارہ میں مسلمانوں پر۔ لیکھرام کے بارہ میں ہندوؤں پر قاطع حجت اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا بجائے نشان ہے

ڈائری امام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دین کی تائید میں عجیب در عجیب پُر زور مضامین کے لکھے جانے پر گفتگو تھی فرمایا۔ دہلی تو کے جلسہ اعظم مذاہب کے واسطے جب ہم نے مضمون لکھا تو طبیعت بہت علیل تھی اور وقت نہایت تنگ تھا اور ہم نے مضمون جلدی کے ساتھ اسی تکلیف کی حالت میں لیٹے ہوئے لکھا۔ اُسکو سُنکر احباب میں سے ایک نے کچھ ناپسندیدگی کا مُنہ بنایا اور پسند نہ کیا کہ مذاہب کے اتنے بڑے عظیم الشان جلسہ میں وہ مضمون پڑھا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس مضمون کے غالب رہنے کی خبر دی گئی تھی اور بالآخر جب وہ مضمون پڑھا گیا تو مخالفین نے بھی اسی جلسہ میں اقرار کیا کہ اسلام کی فتح ہو گئی۔ شروع میں اُس مضمون پر راضی نہ ہونے والے دوست کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جسکو ایک دفعہ دہلی جانے کا اتفاق ہوا تو اُسے کہا گیا کہ واپس ہوتے ہوئے ہمارے واسطے فلاں عطار کی دوکان سے عطر کی ایک شیشی لیتے آنا۔ جب وہ شخص دہلی میں اُس عطار کی دوکان پر پہونچا تو اس نے دیکھا کہ قسم قسم کے عطر نہایت خوبصورت شیشوں میں بھرے پڑے ہیں اور دوکان خوشبو سے مہک رہی ہے اور لوگ اپنی اپنی ضرورت کے موافق عطر خرید رہے ہیں۔ پس اُس نے بھی فرمائش کے مطابق ایک شیشی عطر کی خریدی پر اسقدر خوشبودار عطروں کے پاس ہونے کے سبب اُسکو اپنی خریدی ہوئی شیشی چنداں خوشبودار معلوم نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ اُس نے جرأت کر کے عطار کو شکایت کے طور پر کہا کہ یہ شیشی عطر کی تو مجھکو بہت دور لے جانی ہے اور لوگ شوق سے آکر اسکو دیکھیں گے کہ یہ مشہور دوکان سے آئی ہے پر افسوس کہ تو نے اپنے نام کی عزت کے لائق مجھے عطر نہیں دیا جو بہت خوشبودار اور لطیف ہوتا۔ عطار نے جواب دیا کہ تو اسکو لے جا اور ایسا نہ سمجھ کہ یہ ادنیٰ عطر ہے باہر جا کر تو اس کی قدر و قیمت کو معلوم کرے گا۔ پس وہ وہاں سے چل پڑا اور اپنے وطن کا راہ لیا اور اُس شیشی کو اپنے ساتھ رکھا وہ جس راہ سے گذرتا تھا اُس راہ پر پیچھے سے آنے والے اُس عطر کی خوشبو کو پاتے اور آپس میں کہتے کہ یہاں سے کوئی شخص نہایت خوشبودار عطر لیکر گذرا ہے۔

یہ بات پیش ہوئی کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور کے اس الہام (وحی) میں کہ انا انزلنٰہ قریبا من القادیان لفظ قادیان پر ال کیوں آیا ہے حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ

(اول تو اور بھی کئی ایک گاؤں کا نام قادیان ہے اس واسطے ال آیا ہے اور دوئم یہ کہ یہ لفظ اصل میں قاضیان تھا یعنی اس گاؤں کا پہلا نام قاضیان تھا اور اس نام میں خدا تعالیٰ نے ایک پیشگوئی رکھی ہوئی تھی کہ اس جگہ وہ شخص پیدا ہو گا جو حَکَمًا عَدْلًا ہو گا اس لئے ایک وصفی مادہ کے محفوظ رکھنے کے واسطے اس لفظ پر ال لایا گیا۔)

۳ر جون ۱۹۰۱ء

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تعریف میں جو فرمایا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اُترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔ جب جمادات پر اُسکی ایسی تاثیر ہے تو بڑے ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں جو اُسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اُس میں پیدا نہ ہو جائیں اول تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کر کے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اُس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نا رضامندی کے تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔)

فرمایا

(حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور ان کے طرح طرح کے بد اور جانستاں منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہے گا اور کامیاب ہو گا ہم کبھی اس بات پر یقین اور اعتقاد نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمولی طور سے سلام فرمایا آنحضرت کے لفظ لفظ میں معارف و اسرار ہیں۔)

مفتی محمد صادق

* فٹ نوٹ - خود حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام ہوا تھا۔ سلامت بر تو ای مرد سلامت - اس الہام کی تصدیق شفاعت میں سے بری ہونے پر بھی ہوئی - اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بخار آیا - تو الہام ہوا السلام علیکم چنانچہ اس کے بعد بہت جلد تندرست ہو گئے - ان الہامات سے یہی صاف معلوم ہوتا ہے